

روزے کی حقیقت اور ہم

مولانا ڈاکٹر محمد اسجد قاسمی، ندوی

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ اسلامیہ مراد آباد (انڈیا)

رمضان کے روزے ہر مسلمان پر فرض ہیں، رمضان کے مہینے کو یہ فضیلت و اہمیت حاصل ہے کہ وہ روزوں کا بھی مہینہ ہے اور قرآن کا بھی، سورہ علق کی ابتدائی آیات جو سب سے پہلے نازل ہوئیں، وہ رمضان ہی کے ماہ میں اتریں، اس کا ذکر خود قرآن میں بھی آیا ہے کہ (شہر رمضان البذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینات من الہدی والفرقان، فمن شهد منکم الشهر فلیصمه) (البقرہ/185)

روزے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ شہواتِ نفس کی غلامی سے انسان کو آزاد کرتا ہے، ارادے میں قوت و پختگی پیدا کرتا ہے، صبر کا وصف پیدا کرتا ہے، روزے دار کے سامنے مرغوب و لذیذ کھانا اور ٹھنڈا شیریں پانی رہتا ہے پھر بھی وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے، بیوی موجود رہتی ہے، پھر بھی جنسی تقاضوں کی تکمیل سے رکا رہتا ہے، جب کہ اللہ کے سوا کوئی نگران و ذمہ دار بھی اس پر نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ ایسا صرف اس کے ارادے و صبر کی قوتوں کے تعاون ہی سے ہوتا ہے، اسی لیے صبر کو صوم اور صوم کو صبر سے تعبیر کیا جاتا ہے، قرآن کریم میں دو مقامات پر نماز اور صبر سے مدد لینے کا حکم ہے، متعدد مفسرین ان آیات میں صبر کو روزے کے معنی میں لیتے ہیں۔

روزہ انسان کو اللہ کی ہر آن نازل ہونے والی نعمتوں اور نوازشوں کی قدر و قیمت سے آگاہ کرتا ہے۔ عام طور پر انسان پر جب نعمتیں زیادہ و بے پایاں ہوتی ہیں، تو ان کی اہمیت و منزلت اور قدر و قیمت کا احساس اس کے دل سے نکل جاتا ہے، روزے کے عالم میں انسان جب بھوک کی تلخی اور پیاس کی شدت کا مزہ چکھتا ہے، تب اسے خوراک و مشروب کی صورت میں عطا ہونے اور ملنے والی نعمت خداوندی کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے، روزہ مال دار کو فقرا کی بھوک اور محتاجوں کی محتاجی اور فقر کا احساس دلاتا ہے، جس کے نتیجے میں مال دار کا دل فقرا کے لیے نرم ہو جاتا ہے اور وہ ان کے تعاون کی ہر ممکن کوشش میں لگ جاتا ہے۔

اسی طرح روزے میں اللہ کے سامنے مکمل سپردگی اور عبدیت کا آخری مظاہرہ انسان کرتا ہے اور خداؤ آسودگی

کے تمام اسباب مہیا ہونے کے باوجود بھوک و پیاس کو برداشت کرتا ہے اور ایسا صرف اللہ کی محبت اور اس کی رضا جوئی کے لیے کرتا ہے، اسی لیے حدیث قدسی میں فرمایا گیا کہ (کل عمل ابن آدم یضعف الحسنۃ بعشر أمثالها إلى سبعة عشر ضعف إلا الصوم فإنه لی وأنا أجزی به یعد شهوته و طعامه من أجلی) ”فرزند آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے سوائے روزے کے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بندہ اپنی خواہش اور خوراک صرف میرے لیے ہی چھوڑ دیتا ہے۔“ (مسلم)

روحانی و اخلاقی فوائد کے علاوہ روزے کے جسمانی فوائد بے شمار ہیں، روزے میں جسم کی توانائی اور بے شمار امراض سے حفاظت کا سامان بھی ہے اور ہضم کی مشقتوں سے معدے کی راحت اور نقصان دہ فضلات سے جسم کے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے، اسی لیے ارشاد نبوی ہے کہ (صوموا تصحوا) ”روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔“ (طبرانی)

اسلام میں روزے کی مشروعیت انسانوں کی تعذیب اور انتقام کے لیے نہیں ہوئی ہے، بلکہ اس کا مقصد بندگانِ خدا کی روحانی بیداری، جسمانی صحت و قوت، ارادے کی پختگی اور تقویت، انہیں صبر کا عادی بنانا اور نعمتِ خداوندی سے واقف کرانا، ان میں ترحم کے جذبات پر دان چڑھانا اور اللہ کے سامنے کامل سپردگی پر انہیں تیار کرنا ہے۔

سلفِ صالحین نے روزے سے یہ سارے مقاصد حاصل کیے تھے، ان کے دن نشاط اور عمل کے لحاظ سے مکمل تھے اور راتیں حلاوت، تہجد اور آہِ سحر گاہی سے معمور تھیں، پورا ماہ رمضان عبادت، تعلیم و تعلم اور حسن سلوک میں گزرتا تھا، ان کی زبانیں بھی روزے سے ہوتی تھی اور کوئی بیہودہ بات نہ نکالتی تھی، ان کے کان بھی روزے سے ہوتے تھے اور حرام بات نہ سنتے تھے، ان کی آنکھیں بھی بوزے سے ہوتی تھیں، کسی حرام اور فحش چیز کو نہ دیکھتی تھیں، ان کے دل بھی روزے سے ہوتے تھے، کسی گناہ کا ارادہ نہ کرتے تھے، ان کے ہاتھ بھی روزے دار ہوتے تھے، کوئی گناہ اور ایذا رسانی کا کام نہ کرتے تھے، گویا وہ سرتاسر روزے دار ہوتے تھے۔

آج مسلمانوں کی ایک تعداد سلفِ صالح کی پیروی کا ہے، وہ رمضان کو اللہ کی اطاعت اور نیکیاں کمانے کا موسم بہار سمجھتی ہے، اپنے دن کو روزے اور رات کو قیام لیل سے معمور رکھتی ہے اور اپنے کمزور بے سہارا بھائیوں کی مدد کرتی ہے، لیکن مسلمانوں کی اکثریت رمضان کا حق ادا نہیں کرتی اور کما حقہ فائدہ نہیں اٹھاتی، آج صورت حال یہ ہے کہ جس روزے کو اللہ نے قلب و روح، حلم و صبر، سکون و وقار کے لیے بنایا تھا، ہم نے اسے معدہ و شکم، غیظ و غضب، لڑائی اور گالم گلوچ کے لیے بنالیا ہے، روزہ ہماری سیرت و کردار میں انقلاب لانے کے لیے تھا، ہم نے اسے رسم بنا دیا ہے، روزہ مال دار کی تربیت اور محتاج کی غم خواری کے لیے تھا، مگر مال داروں نے اسے نمائش بنالیا اور محتاجوں کی ضرورت پوری کرنے کے بجائے اپنی مال داری کی نمائش میں لگ گئے، یہ بہت ہی افسوسناک صورتحال ہے۔

روزے کا فائدہ اور مقصد تقویٰ ہے اور جب تک یہ مقصد حاصل نہ ہوگا روزہ معتبر نہ سمجھا جائے گا، ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نیکیوں اور رحمتوں کے اس مبارک مہینے کو غنیمت سمجھے، اس کے حقوق کی ادائیگی میں لگ جائے اور ہر گناہ سے بچنے کی حتی المقدور کوشش کرے۔

روزے کے مقاصد: قرآن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ روزے کے بنیادی تین مقاصد ہیں (۱) تقویٰ (۲) اللہ کی ہدایت پر اس کی عظمت کا اظہار (۳) اللہ کی نعمت پر اس کا شکر یہ۔

پہلے مقصد کی طرف اشارہ اس طرح آیا ہے (یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون) ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے، اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔“ (البقرہ ۱۸۳)

دوسرے مقصد کو یوں بیان کیا گیا ہے (ولیکبروا اللہ علی ما ہدایکم) ”جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی اور عظمت کا اظہار و اعتراف کرو۔“

تیسرے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد باری ہے (ولعلکم تشکرون) ”تا کہ تم شکر گزار بنو۔“ (البقرہ ۱۸۵)

روزے کا سب سے بڑا معنوی مقصد تقویٰ ہے اور تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں، بچنا کس شے سے ہے؟ بقول مولانا دریا بادی ”ہر اس شے سے جو روح کی پرواز ترقی میں حائل ہوتی ہے، ہر اس شے سے جو روح کے جوہر لطیف کے حق میں زہر کا اثر رکھتی ہے، ہر اس شے سے جو روح کو کٹافٹوں، آلائشوں کی دلدل میں پھنسائے رکھتی ہے، قرآنی بلاغت کا یہ معجزہ ہے کہ اس سارے مفہوم کو ایک لفظ ”تقون“ کے ذریعہ سے ادا کر دیا۔ (تفسیر ماجدی: ۱/۵۲۴)

روزے کا مقصد مدعا یہ ہے کہ آدمی تمام مادی لذتوں سے بے توجہ ہو کر روح کی صفائی و پاکیزگی کی طرف مکمل طور سے متوجہ ہو جائے، روزے کا مقصد صرف انسانوں کی فلاح و بہبود اور انسانی کمالات کی نشوونما ہے، روزے کے ذریعے اللہ تعالیٰ صاحب ایمان میں ضبط نفس پیدا کرتا ہے اور خواہش نفس پر حاکم بننے کی تعلیم دیتا ہے اور حیوانیت سے نکال کر ملکوتیت کی بلندی پر پہنچاتا ہے اور بدی کی تمام طاقتوں کو ہلاک و نابود کرتا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رقم طراز ہیں کہ ”تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے اور نیک باتوں کی طرف اس کو بے تابانہ تڑپ ہوتی ہے اور روزے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہو، بات یہ ہے کہ انسانوں کے دلوں میں گناہوں کے اکثر جذبات، بیکہی قوت کی

افراط سے پیدا ہوتے ہیں، روزہ انسان کے ان جذبات کی شدت کو کمزور کرتا ہے۔“ (سیرۃ النبی: 5/171)

روزے کا دوسرا مقصد اللہ کی عظمت کا اظہار اور تیسرا مقصد شکر گزاری ہے، روزہ اللہ کی احسان شناسی کے احساس کا نام ہے، امام غزالی نے مقاصد روزہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ”روزے کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو ”صمدیت“ کہتے ہیں، وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات نفس سے دست کش ہو جائے۔“

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں ”روزے سے مقصود یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجے سے آزاد ہو سکے، اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال و توازن پیدا ہو اور اس ذریعے سے وہ سعادتِ ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیاتِ ابدی کے حصول کے لیے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے، بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں، جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں، وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دے، اور اعضاء و جوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں اس کی دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہے، اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام، مجاہدین کی ڈھال اور برابر و مقربین کی ریاضت ہے (ارکانِ اربعہ، 233 بحوالہ زاد المعاد و احیاء العلوم)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے روزے کے مقاصد کے ذیل میں تین امور ذکر کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ طبیعت کو عقلِ سلیم کا مطیع بنانے کے لیے بسا اوقات ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے، روزہ اسی ریاضت کا نام ہے جس سے طبیعت اطاعت کی خوگر بن جاتی ہے، دوسرے یہ کہ گناہوں کے سرزد ہونے کی صورت میں نفس کو سزا دینے کے لیے بھی روزہ ضروری ہوتا ہے، کفارات کے روزوں میں یہی حکمت کارفرما ہے، تیسرے یہ کہ دنورِ شہوت کے علاج اور شدت و حدتِ شہوانیہ کو کم کرنے کے لیے بھی روزہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ (ملاحظہ ہو حجۃ اللہ بالاعد)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں ”رمضان صرف سحری اور افطار کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک تربیتی کورس ہے جس سے ہر سال مسلمان کو گزرا جاتا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق و مالک کے ساتھ مضبوط ہو، اسے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی عادت پڑے، وہ ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے اپنے اخلاقِ رذیلہ کو کچلے اور اعلیٰ اوصاف و اخلاق اپنے اندر پیدا کرے، اس کے اندر نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے پرہیز کا جذبہ بیدار ہو، اس کے دل میں خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کی شمع روشن ہو جو اسے رات کی تاریکی اور جنگل کے ویرانے میں بھی غلط کاریوں سے محفوظ رکھ سکے، اسی کا نام تقویٰ ہے اور قرآن کریم نے اسی کو روزوں کا اصل مقصد قرار دیا ہے..... جو شخص تقویٰ کے اس تربیتی کورس سے ٹھیک، ٹھیک گزر جائے گا اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوش خبری

عطا فرمائی ہے کہ جس شخص کا رمضان سلامتی سے گزر جائے اس کا پورا سال سلامتی سے گزر جائے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بھی مقاصد صوم میں ملکوتیت کو بہیمیت پر غالب کرنے اور تقویٰ کی صفت راسخ کرنے کی بات فرمائی ہے۔ پوری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ روزہ انسان کے لیے تقویٰ کی تربیت، جذبہ شکر بیدار کرنے، اللہ کی عظمت کے اظہار، دلوں کے اندر نرمی اور شگفتگی پیدا کرنے، خوف خدا میں لرزے اور کاہنے اور ہر شعبہ زندگی میں مؤمن کامل بننے کا بے انتہا مؤثر نسخہ ہے اور ایک ماہ کی تحدید اسی لیے ہے کہ دو دن تو دائمی ہونی چاہیے اور نہ بہت کم بلکہ اس کی ایک محدود مدت ہونی چاہیے، روزہ نفس کی بیماریوں اور امراض کے لیے دوا اور شفا کا حکم رکھتا ہے۔

روزوں کے فوائد اور حکمتیں: روزہ اسلام کا ایک اہم عنصر اور رکن ہے اور اس کے فوائد و منافع عملی زندگی میں اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو بیان نہیں کیا جاسکتا، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں روزے کی چھ حکمتوں اور فوائد کا ذکر فرمایا ہے جن کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

(1) روزہ بہت بڑی نیکی ہے، اس سے قوت ملتی بڑھتی ہے اور یہی طاقت کمزور ہوتی ہے، روح کا چہرہ روشن کرنے کے لیے کوئی قلعی اس سے مؤثر نہیں ہے اور طبیعت کو مغلوب کرنے کے لیے کوئی دوا اس سے زیادہ مفید نہیں ہے، ایک حدیث میں فرمان باری ہے کہ (الصوم لسی، وأنا اجزی بہ) ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اس سے معلوم ہوا کہ روزہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اور اس کا اجر و ثواب بے حد و حساب ہے۔ (متفق علیہ)

(2) روزے سے قوت بھی جتنی مضحکہ اور کمزوری ہوتی ہے اتنی ہی خطائیں دور ہوتی ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں، متفق علیہ روایت میں آیا ہے کہ (من صام رمضان إيماناً واحستاباً غفرله ما تقدم من ذنبه) جو شخص بحالت ایمان اور بامید ثواب رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

(3) روزے کی وجہ سے انسانوں اور فرشتوں میں گہری مشابہت و ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے، اور اس موافقت کا نتیجہ فرشتوں کے روزہ داروں سے محبت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، روایات میں آتا ہے کہ (لخلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك) ”روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے“ اور ظاہر ہے کہ جس سے اللہ محبت کرتا ہے، ملائکہ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

(4) نیک بختی اور سعادت کے حصول میں رسوم و رواج کا حجاب بھی حائل ہوتا ہے، لیکن جب انسان پورے اہتمام و پابندی سے روزے رکھتا ہے تو وہ بہت سی رواجی برائیوں اور رسوم و خرافات سے بچ جاتا ہے، ایک حدیث میں یہ حکم ہے کہ (إذا كان يوم صوم أحدكم فلا يرفث ولا يصخب، فإن سابه أحد أو قاتله فليقل إنني امرؤ صائم)

”جب تم میں کوئی روزے سے ہو تو وہ بیہودہ بات نہ کہے، شور نہ کرے یہاں تک کہ اگر کوئی دوسرا اسے گالی دے یا لڑائی کرے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے“۔ (مشفق علیہ)

(5) جب کوئی جماعت جماعتی حیثیت سے روزوں کا اہتمام کرتی ہے تو اس جماعت کے سرکش زنجیروں میں بکڑ دیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، یہ مضمون حدیث میں آیا ہے۔

یعنی رمضان میں نیکی اور عبادت کی عام نضا ہوتی ہے جس کی وجہ سے شیاطین الانس والجن ان کو بہکانے اور گمراہ کرنے سے عاجز و بے بس ہو جاتے ہیں۔
(6) روزہ دار کو اللہ کا وصال نصیب ہوتا ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے روزے کی متعدد حکمتیں بیان فرمائی ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) روزے سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا، پورا تسلط و غلبہ حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ نفس کی ساری بدیوں کا سبب کھانے پینے اور جنسی خواہشات کے بھڑکنے میں ہے، روزے سے یہ کم ہوں گی تو نفس مغلوب اور عقل غالب ہوگی۔ (2) روزے سے خشیت اور تقویٰ کی صفت انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ (3) روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی و مسکنت اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کی قدرت پر نظر پڑتی ہے۔ (4) روزے سے چشم بصیرت کھلتی ہے۔ (5) دور اندیشی کا خیال ترقی کرتا ہے۔ (6) کشف حقائق الاشیا ہوتا ہے یعنی تمام چیزوں کی حقیقتیں کھل جاتی ہیں۔ (7) درندگی و بیہیت سے دوری ہوتی ہے۔ (8) ملائکہ سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ (9) خدا کی شکرگزاری کا موقع ملتا ہے۔ (10) انسانی ہمدردی کا دل میں خیال پیدا ہوتا ہے۔ (11) روزہ موجب صحت جسم و روح ہے، چنانچہ قلت اکل و شرب کو اطباء نے صحت جسم کے لیے اور صوفیہ نے صفائی دل کے لیے مفید لکھا ہے۔ (12) روزہ محبت الہی کی ایک بڑی علامت ہے یہی وجہ ہے کہ روزہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔

ان فوائد کے علاوہ روزے میں امیروں اور شکم سیروں کو فاقہ گئی اذیت اور بھوک و پیاس کی تکلیف کا علم اور دوسروں کی تکلیف و فاقہ دور کرنے کا احساس پیدا ہوتا ہے، روزہ ایثار، رحم، ہمدردی اور تعاون کے جذبے کو بیدار کرتا ہے، روایات میں آتا ہے کہ رمضان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت با درواں کی طرح ہوتی تھی، اسی طرح روزہ جسم کو مشکلات کا عادی اور سختیوں کا خوگر اور جہاد کے ہر متوقع میدان کے لیے بھوک اور پیاس کے تحمل اور صبر و ضبط سے اپنے آپ کو آشنا بنانے کی تربیت کا ذریعہ ہے، اسی لیے روزے کو صبر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ روزہ ہمارے بعض مادی جرائم کا کفارہ بھی ہے اور ہمارے روحانی گناہوں کا بھی کفارہ ہے۔

☆☆☆